ملاقات: حامد میر

شیخ اسامہ بن لادن سے انٹرویو

اسامہ بن لادن کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کے والد محمد بن عود بن لادن، شاہ فیصل کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ ان کے خاندان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی تعمیراتی کمپنی نے حرم شریف مکہ، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی توسیع اور تعمیر نو کی۔ اسامہ بن لادن نے بھی ایک زمانے میں مسجد نبوی کی تعمیر میں خود حصہ لیا۔ اسامہ بن لادن ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر روسی قبضے کے بعد سعودی عرب سے پشاور پہنچے اور پشاور سے افغانسان میں داخل ہو کر روسی فوج کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔ افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی تک اسامہ بن لادن کو صرف افغان مجاہدین جانتے تھے لیکن ۱۹۹۰ء میں جب امریکی فوجیں سعودی عرب میں لائی گئیں تو اسامہ بن لادن نے ان کی مخالفت شروع کر دی۔ امریکی حکام کے پاس اسامہ بن لادن کے خلاف الزامات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ امریکی دفتر خارجہ کے خیال میں ۱۹۹۳ء میں نیو یارک ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکے کے ملزمان کا تعلق اسامہ بن لادن سے ہے، الریاض اور الخبر میں امریکی فوجی اڈوں میں بم دھماکوں کا منصوبہ اسامہ بن لادن نے تیار کیا، مصر کے صدر حسنی مبارک پر قاتلانہ حملے میں بھی لادن کا ہاتھ تلاش کیا جاتا ہے، صومالیہ میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت کی ذمہ داری بھی اسامہ بن لادن پر ڈالی جاتی ہے۔ امریکہ نے ڈیڑھ سال قبل طالبان سے یہ مطالبہ شروع کیا تھا کہ اسامہ بن لادن کو اس کے حوالے کیا جائے۔ طالبان مسلسل انکار کر رہے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ لادن ان کے مہمان ہیں۔ لادن کو مہمان بنانے کا طالبان کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ ایک ڈیڑھ سال پہلے تک ایران اور بھارت یہ الزام لگاتے تھے کہ

طالبان کو امریکی حمایت حاصل ہے لیکن جب طالبان نے لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کیا تو طالبان کو امریکہ کی سرپرستی کا الزام غلط ثابت ہو گیا۔ طالبان کے مخالفین نے بھی ان کی اصول پسندی کی تعریف شروع کر دی۔ موجودہ صورتحال میں اگر طالبان لادن کے بارے میں اپنے موقف میں لچک پیدا کرتے ہیں تو انہیں اسلام پسند حلقوں کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اسامہ بن لادن کا کہنا ہے کہ جزیرہ عرب میں امریکہ' برطانیہ اور فرانس کی یہودی اور نہ اِنی فوجیں ۲۳ اڈے قائم کر چکی ہیں۔ پہلا اڈہ جدہ میں ہے جو بیت اللہ سے صرف ۴۵ کلو میٹر دور ہے۔ دوسرا اڈہ طائف میں ہے جو بیت اللہ سے صرف ۵۴ کلو میٹر دور ہے۔ تیسرا تبوک' چوتھا ریاض' پانچواں حفرالباطن' چھٹا الجوف' ساتواں ومام' آٹھواں کویت' نواں بحرین میں جفیر کے مقام پر' دسواں قطر میں دوحہ کے مقام پر' گیارہواں متحدہ عرب امارات میں ابو ظہبی کے مقام پر' بارہواں عمان میں خصب کے مقام پر جو ایران کی سرحد کے قریب ہے۔ تیرہواں مسقط' چودھواں بھی عمان کے شہر مطرح اور پندرہواں عمان کے شہر مصریرہ' سولہواں اردن کے علاقے ارزق' سترہواں مصر کے علاقے صحرائے سینا' اٹھارہواں مصر کے شہر قاہرہ' انیسواں مصر کی وادی قنا' بیسواں مصر کے ساحل بیناس' اکیسواں بحر احمر کے جزیرہ دھلک میں قائم ہے جہاں اری ٹیریا کے عیسائی امریکہ اور اسرائیل کی مدد سے قابض ہیں۔ بائیسواں بحر احمر کا جزیرہ خیش ہے جس پر اری ٹیریا کے عیسائیوں کا قبضہ ہے اور تیسواں جبوتی ہے جہاں فرانس کا بہت بڑا فضائی اڈہ ہے۔ اس طرح صرف سعودی عرب میں سات اڈے قائم ہیں جن کا جواز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امریکی فوج عراق کے ممکنہ حملے کا مقابلہ کرنے کے لے بلائی گئی ہے حالانکہ اگر واقعی عراق کے حملے کا خطرہ موجود ہے تو اسلامی ممالک کی فوجیں بھی بلائی جا سکتی ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ امریکہ' برطانیہ اور فرانس جزیرہ عرب میں تیل کے ذخائر پر

قبضے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان مہمانوں کی خاطر تواضع عرب حکومتوں کے ذمہ ہے جس پر ماہانہ لاکھوں' سالانہ اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ امریکی فوجوں پر خرچ کیے جانے والے اربوں ڈالر سے دنیا کے کروڑوں ڈالر غریب مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے منصوبے شروع کیے جا سکتے ہیں۔ امام مسجد نبوی نے سعودی عرب میں امریکی فوجوں کی موجودگی پر درست کہا ہے کہ بھلا بھیڑیاں بکریوں کی کیسے رکھوالی کر سکتا ہے؟ جزیرہ عرب میں یہود ونصاریٰ کے یہی ۲۳ اڈے ہمارا اصل ٹارگٹ ہیں۔ ان اڈوں کو ختم کر کے دم لیں گے۔

اسامہ بن لادن ان دنوں قندھار کے قریب ایک خفیہ مقام پر مقیم ہیں۔ وہ اپنا ٹھکانہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ زیر نظر انٹرویو ایسے ہی ایک خفیہ ٹھکانے پر لیا گیا۔ انٹرویو کے لیے ایک طویل اور تھکا دینے والا سفر کیا گیا۔ حالات کی سنگینی کے باعث فوٹوگرافر کو ساتھ لے جانا ممکن نہ تھا لہٰذا کچھ تصاویر میں نے خود لیں اور کچھ تصاویر اسامہ بن لادن کے ساتھیوں نے لیں۔ ۱۳ مئی کو اسامہ بن لادن کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

گفتگو کے دوران انہوں نے اپنے دلائل کی وضاحت دیوار پر لگے ہوئے ایک بڑے عالمی نقشے کی مدد سے کی۔

اوصاف : آپ پر الزام ہے کہ آپ نے الخبر اور الریاض میں امریکہ کے فوجی اڈوں پر بم دھماکے کروائے اور یہ کہ آپ مسلمانوں کو امریکہ کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟

اسامہ بن لادن : سعودی عرب میں امریکی فوجیوں کی موجودگی خلاف اسلام ہے۔ امریکیوں کے قتل کے الزام میں جو افراد گرفتار ہوئے ہیں' انہوں نے سعودی ٹیلی وژن پر جتایا کہ ہم نے امریکیوں کو شرعی فرض سمجھ کر مارا ہے۔ انہوں نے ٹیلی وژن پر یہ اعتراف بھی کیا کہ ہمارے دلوں میں امریکہ کے خلاف جذبہ جگانے والا اسامہ بن لادن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کو سعودی عرب سے نکالنا بالکل جائز ہے۔ امریکیوں کو مارنے والوں پر ہمیں فخر ہے۔ امریکہ کے خلاف جہاد فرض ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ امریکیوں کو مارنے کے الزام میں گرفتار ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ شہداء کی صفت میں شامل کرے۔

اوصاف: حال ہی میں خبریں آئیں کہ مسجد نبویؐ کے امام شیخ حذیفی کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے بھی سعودی عرب میں امریکی افواج کی موجودگی کو خلاف اسلام قرار دیا تھا۔ ان کی گرفتاری پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

اسامہ بن لادن: شیخ حذیفی نے ہمارے موقف کی حمایت کی۔ ان شاء اللہ شیخ حذیفی کے دل کی آرزو ضرور پوری ہوگی۔ امریکی فوجوں کو حرمین شریفین سے ہر قیمت پر نکالیں گے۔

اوصاف: نیو یارک ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکے کے ایک ملزم اور مصر کے عالم دین شیخ عمر عبد الرحمٰن نے بھی جیل سے ایک فتوے میں امریکیوں کو قتل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ کیا اس قسم کے فتووں سے غیر مسلموں کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ مسلمان ظالم قوم ہے؟

اسامہ بن لادن: ہمیں شیخ عمر عبد الرحمٰن پر فخر ہے۔ ہم ان کے فتوے کو درست سمجھتے ہیں۔ وہ ایک نابینا عالم ہیں۔ بھلا وہ نیو یارک ٹریڈ سنٹر میں کیسے دھماکہ کر سکتے ہیں؟ ان کی گرفتاری امریکہ کے ظالم ہونے کا ثبوت ہے۔ امریکہ اسرائیل کے ہاتھوں ہزاروں فلسطینیوں کے قتل عام پر خاموش رہتا ہے۔ بھارت کے ہاتھوں ہزاروں کشمیری عورتوں کی عصمت دری پر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ عراق پر اقتصادی پابندیاں لگا کر لاکھوں بچے مار دیتا ہے۔ ظالم تو امریکہ ہے۔ امریکہ سعودی عرب میں ہمارے وسائل لوٹنے آیا ہے۔ امریکی فوج کا سارا خرچہ سعودی حکومت برداشت کر رہی ہے۔ امریکہ ہمیں قتل بھی کرتا ہے اور ہمیں لوٹتا ہے بھی ہے تو پھر ہم امریکہ کی جارحیت کے جواب میں کیسے خاموش رہیں؟

اوصاف: حال ہی میں بھارت نے ایٹمی دھماکے کیے تو امریکہ نے اس کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ کیا امریکہ نے اصول پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا؟

اسامہ بن لادن: کون سی اصول پسندی؟ امریکہ کی اقتصادی پابندیاں جھوٹ ہیں۔ پابندیاں وہ ہوتی ہیں جو عراق کے خلاف لگائی گئی ہیں۔ پاکستان کو امریکہ سے خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ امریکہ مسلمانوں کے ساتھ کبھی مخلص نہیں ہو سکتا۔ امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا دشمن ہے۔ پاکستان کو اپنے ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی نہیں کرنی چاہئے۔ پاکستان کو ایٹمی دھماکہ کر کے دنیا کو یہ جتا دینا چاہئے کہ اگر اس کے خلاف جارحیت ہوئی تو وہ جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر پاکستان نے ایٹمی دھماکہ نہ کیا تو کافر الٹا کہیں گے کہ پاکستان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

اوصاف: جہاد افغانستان کے دوران برہان الدین ربانی، گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود وغیرہ سے آپ کا دوستانہ رہا لیکن آج یہ سب طالبان کے مخالف اتحاد میں شامل ہیں۔ اس

صورتحال پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

اسامہ بن لادن: احمد شاہ مسعود کے سوا سب افغان لیڈروں سے میرا تعلق رہا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ امیر المومنین ملا عمر سے میرا زیادہ رابطہ نہیں تھا لیکن عالم اسلام کے اس عظیم مجاہد نے ساری دنیا کی مخالفت مول لے کر ہمیں اپنا مہمان بنایا ہے۔ ربانی اور حکمت یار وغیرہ نے روسی فوجوں کے خلاف جو کردار ادا کیا' اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن جب ان لیڈروں نے دوستم جیسے کیمونسٹ اور نجیب اللہ جیسے اسلام دشمن کے ساتھ مل کر افغان عوام کی خواہشات کے خلاف مخلوط حکومت بنائی تو ہمیں افسوس ہوا۔ آج طالبان کی لڑائی دوستم سے بھی ہے اور امریکہ سے بھی ہے' روس سے بھی ہے اور بھارت سے بھی ہے۔ خود فیصلہ کریں' مسلمانوں کو طالبان کا ساتھ دینا چاہیے یا کسی اور کا ساتھ دینا چاہیے؟

اوصاف: آپ کی زندگی کا اصل مقصد کیا ہے؟

اسامہ بن لادن: میری زندگی کا مقصد یہود ونصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکالنا ہے۔ میں خاص طور پر پاکستانی مسلمانوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے مقصد کی حمایت کی ہے۔ یہ مقصد میرا نہیں' ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ یہ صرف سعودی عرب کا نہیں' پورے عالم اسلام کا مقصد ہونا چاہیے۔ نبی کریمؐ کا حکم ہے کہ یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ یہ ایک شرعی مقصد ہے جس کے لیے میرے پاس ٹھوس دلائل ہیں۔ میں جذباتی بات نہیں کر رہا' میرے پاس علمی دلائل ہیں۔ اسرائیل کا پہلا وزیر اعظم بن جاریون کہتا ہے کہ ہمیں اشتراکیت یا جمہوریت یا فوجی انقلابوں سے کوئی خطرہ نہیں' ہمیں صرف اسلام سے خطرہ ہے کہ یہ زہریلا سانپ جو آج تک سو رہا تھا' اب آہستہ آہستہ کروٹیں لے کر جاگ رہا ہے۔ قابل تعجب بات یہ ہے کہ جس چیز کا اعتراف آج دشمن کھلے دل سے کر رہا ہے' ہمارے بعض مسلمان اس بارے میں ابھی تک شکوک وشبہات کا شکار ہیں۔ اسرائیل کا سابق وزیر دفاع اریل شارون کہتا ہے' اسلامی قوتوں میں جو قوت بھی اپنی عوام کی ہمدردیوں کو سمیٹ لے گی' وہی بعد میں اسلامی مملکت کے قیام کے لیے پلیٹ فارم مہیا کرنے کا ذریعہ بنے گی۔ آج اسلام دشمن طاقتوں کا آئندہ لائحہ عمل بھی یہ ہوگا کہ وہ اسلام کو ہماری تحریکوں سے دور کرنے کی پلاننگ کرے۔ چنانچہ اسرائیلی اخبار یدیعوت احرنوت اپنی ۱۹۷۸/۳/۱۸ کی اشاعت میں اسرائیلی ذرائع ابلاغ کو عربوں کے اندر اسلامی بیداری کے خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ کو وہ حقیقت نہیں بھولنی چاہیے جو کہ ہماری عربوں کے ساتھ جنگی سیاست کا حصہ ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ ہم گزشتہ تیس سال سے اپنی اور اپنے

دوستوں کی مدد سے اس بات میں کامیاب رہے ہیں کہ عربوں سے دوران جنگ لفظ اسلام کو دور رکھا' اسی طرح ہمیشہ اسلام ان کی جنگوں سے دور رہے لہٰذا ہمیں اپنی جنگی حکمت عملی ترتیب دیتے وقت ایک منٹ کے لیے بھی اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہئے کہ مسلمانوں کے اندر کسی لمحہ بھی اسلامی روح بیدار نہ ہونے پائے۔ اس کے لیے اگر اپنے دوستوں کی مدد سے خطہ میں طاقت وزبردستی کا استعمال کرنا پڑے تو دریغ نہ کیا جائے اور یہ اخبار اسلامی جماعتوں کی طرف سے روح اسلام کی بیداری کے خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے کہ اگر یہ اسلامی جماعتیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہیں اور اسرائیل اس کو روکنے میں بروقت کارروائی میں ناکام ہو جاتا ہے تو پھر اسرائیل کو اپنے حقیقی دشمن سے مقابلہ کے لیے تیار رہنا چاہئے اور ہماری خواہش ہے کہ ایسے دشمن سے مقابلہ میں دور رہنا بہتر ہے جو اپنے انتہا پسند عقیدے کی بنا پر یہ یقین رکھتا ہے کہ ایک یہودی کو مارنے یا اس کے ہاتھ سے مر جانے کے بعد سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔

ایک یہودی جرنیل ۱۹۴۸ء کی جنگ میں مسلمان مجاہدین اور اسلامی جماعتوں کے اراکین کے جذبہ جہاد کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک جنگ اپنے حکمرانوں کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے محض لڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہر معرکہ میں شدت اور جنونی کیفیت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ ہمارے اسرائیلی سپاہیوں کی طرح نہیں جو صرف اپنے وطن کے لیے لڑتے ہیں بلکہ یہ انتہا پسند مسلمان اس کے لیے لڑتے ہیں کہ موت سے ہمکنار ہوں۔ یہ فرق ہے ہمارے اور ان کے درمیان۔ اس بنا پر دشمن کی اہم ترین چال یہ ہے کہ کسی طرح مسلمان جماعتوں کو ان کے دوستوں کے ذریعہ نقصان پہنچایا جائے اور علاقے کے حکمرانوں کو اپنا آلہ کار بنا کر اسلامی قوتوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔

اخبار سنڈے ٹیلی گراف اپنی ۷۶/۱۲/۱۷ کی اشاعت میں اپنے مضمون "انتہا پسند مسلمانوں کے ساتھ صرف سختی سے نمٹا جائے" کے تحت لکھتا ہے کہ یورپ والوں نے اس بارے میں زبردست غلطی کی کہ وہ مشرق وسطیٰ میں اپنے مصالح کے خلاف خطرہ صرف اشتراکیت کو قرار دیتے رہے جبکہ حقیقی خطرہ مسلمان انتہا پسند تھے جو آہستہ آہستہ اپنی طاقت کو مجتمع کرتے رہے یہاں تک کہ آج وہ انتہائی خطرناک صورت اختیار کر چکے ہیں۔

اسرائیلی ریڈیو کے اسلامی امور کے بارے میں تبصرہ نگار اپنی شام کی نشریات مورخہ ۷۸/۵/۸ میں اس خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر پھر سے اسلامی روح کا زندہ ہونا ایک زبردست خطرہ ہے جو نہ صرف اسرائیل کے مستقبل کو لاحق

ہے بلکہ پوری مغربی تہذیب کے مستقبل کے لیے چیلنج ہے اور اس شدت سے اسلامی نظریات کا ابھرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری اور ہمارے تمام دوستوں کی وہ ساری جدوجہد ناکام رہی ہے جو وہ مسلمانوں کے خلاف اس خطہ میں کرتے رہے ہیں۔ جبکہ ہم متفقہ طور پر مسلمان کو اور اسلام کو اپنا ازلی دشمن سمجھتے ہیں تو ہمیں نئے سرے سے اپنی ترجیحات مرتب کرنی چاہئیں جو اس بڑے خطرے کا صحیح معنوں میں مقابلہ کر سکیں اور جو اسلامی تحریکیں اب مصر، ایران اور افغانستان میں اپنی کارروائیاں شروع کر چکی ہیں، خدشہ یہ ہے کہ کہیں یہ ترکی تک نہ پھیل جائیں۔ ترکی جس کی خلافت اسلامیہ کے خاتمہ کے لیے یہودیوں اور ان آلہ کاروں نے بڑی جدوجہد کی اور قربانیاں دی ہیں، ہمارے بعض سادہ دل یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ اسرائیل کو ایران اور افغانستان اور ترکی سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اسرائیل سے فاصلہ کے لحاظ سے بہت دور ہیں، لیکن یہ سادہ لوح حضرات یہ بھولے ہوئے ہیں کہ اسرائیل جو چاروں طرف سے لاکھوں عرب مسلمانوں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور اسلامی تحریکیں ان عربوں میں اپنا کام کر رہی ہیں، اگر یہ عرب ان مسلمان تحریکوں سے متاثر ہو کر اچانک اٹھ کھڑے ہوں تو پھر اسرائیل کے اندر سے بھی الجہاد الجہاد کی پکار سنائی دے گی۔

مختصراً" یہ کہ آج ہمارے دشمن یہود و نصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کو اپنے وجود کے لیے حقیقی خطرہ سمجھ چکے ہیں جبکہ خود ہمارے مسلمان ابھی اس حقیقت سے غافل ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے گریزاں ہیں۔

بہرحال یہود و نصاریٰ کی ان تمام کوششوں کے باوجود جو وہ علاقے میں کر رہے ہیں، خاص طور پر عرب ممالک کے حکام و امراء کو شدت پسندوں یا دہشت گردوں کے فرضی ناموں سے خوف زدہ کر کے درحقیقت وہ اپنے اسلام دشمن عزائم کو پورا کر رہے ہیں، اس کے باوجود ان شاء اللہ اسلام آ رہا ہے اور جس خطرے سے وہ آگاہ ہو چکے ہیں، وہ ان کے سروں پر پہنچ چکا ہے اور یہ حقیقت ہے جس کی بشارتیں ہمیں نبی کریمؐ کے ارشادات مبارکہ میں ملتی ہیں اور نصوص صریحہ میں موجود ہیں جو کہ فیصلہ کن معرکہ کی خبر دیتی ہیں۔ ان احادیث میں سے نبی اکرمؐ کی مشہور حدیث ہے جسے امام مسلم نے روایت ہے۔ اس بشارت نبی کے واقع ہونے کا وقت ان شاء اللہ اب قریب آ چکا ہے۔ اس کی بنیاد یہی اسلامی تحریکوں کا احیاء اور ان کے مجاہدانہ کارنامے بنیں گے جس کی طرف آج پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں جو کہ صحیح کتاب و سنت کی دعوت کے طریق کار پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے سلف کی روایات کے مطابق امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کے فریضے کو

سرانجام دے رہے ہیں۔

آج مسلمان بیدار ہو چکا ہے اور ساری دنیا کو بتا رہا ہے کہ میں زندہ ہوں۔ آج کے بعد مسلمان کسی بڑی طاقت کا دست نگر نہیں رہے گا بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توکل کے ذریعہ اس کے وعدوں کا یقین رکھتے ہوئے کام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے سب سے پہلے امت مسلمہ کے افراد اور حکام کو قربانی کے لیے تیار رہنا ہو گا اور جہاد کے لیے اپنی کوششوں کو تیز کرنا ہو گا تاکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور نبی کریم ﷺ کی بشارتوں کی روشنی میں ہم اپنے درج ذیل مقاصد کو حاصل کر سکیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات حرمین شریفین اور فلسطین اب بہت جلد آزاد ہونے والے ہیں۔ اس حقیقت سے صرف جاہل ہی انکار کر سکتا ہے۔

۲۔ مسلمان دشمنوں کو اپنے مشترکہ عزائم کی تکمیل کا موقع صرف اس صورت میں میسر آیا کہ جب مسلمان اپنے دین سے دور ہوئے اور آپس کے اختلافات میں پڑے اور ان کے حکمرانوں نے خیانتیں شروع کر دیں۔

۳۔ تمام تجربات و عوامل کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہو چکی ہے کہ آج مسلمان قوموں کے مسائل کا ایک ہی حل ہے' وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔

۴۔ کتاب اللہ اور احادیث مبارکہ اور علمائے امت کے متفقہ فیصلہ کے مطابق ان حالات میں جبکہ مقدس مقامات کفار کے قبضہ میں ہوں اور عزت و ناموس کی بے حرمتی کی جا رہی ہو' تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والا گنہگار ٹھہرتا ہے۔

۵۔ یہ جہاد ایک قیمتی موقع ہے آج کے علماء اور مختلف جماعتوں کے پیشواؤں کے لیے اور دینی لائن میں کام کرنے والے افراد کے لیے کہ وہ اس سے کم اہمیت کے مسائل کو مؤخر کر کے جہاد کے عملی فریضہ کی تکمیل کے لیے اپنی کوششوں کو بروئے کار لائیں

ہم اس ضمن میں اپنی آخری گزارشات تمام علماء' مفکرین اور اسلامی قیادتوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور یہ کہ وہ ایک بین الاقوامی اسلامی مجلس کی تشکیل کریں جس میں تمام جید علماء اور داعیان کرام اور مفکرین امہ کو شامل کیا جائے اور اس مجلس کے اہم ترین مقاصد میں سے یہ ہو۔ تمام اسلامی مقدس مقامات کی آزادی اور اللہ کے دین کے استحکام کے لیے جدوجہد اور امت مسلمہ کے مسائل کا حل اور اپنے عقیدے کے لیے جدوجہد اور امت مسلمہ کے مسائل کا حل اور اپنے عقیدے اور دین کا دفاع مقصود ہو' تب

یہ طبقات اپنی ذمہ داری سے بری ہوں گے۔

مارچ ۱۹۷۶ء میں انباء الکویت اخبار میں ایک مضمون کا ترجمہ شائع ہوا جو کہ امریکی اخبارات میں شائع ہو چکا تھا۔ مضمون میں امریکہ کے سعودی عرب پر قبضہ کرنے کے بارے میں تذکرہ کرتے ہوئے لکھا گیا کہ تم ہنسو نہیں۔ پنٹاگون کے پاس ایک پلان موجود ہے اس فکر کو نافذ کرنے کے لیے جو امریکی ماہرین کے درمیان موضوع بحث بن رہی ہے۔ مضمون کے مطابق مشرق وسطیٰ میں دنیا کی مجموعی آبادی کا دس فیصد حصہ آباد ہے اور اس کی ۷۵ فیصد زمین تیل پر مشتمل ہے۔ اس غلطی کی تصحیح ضروری ہے اور اس غلطی کو صحیح کرنا بغیر قوت کے استعمال کے نہیں ہو سکتا۔ ہم نے ابھی تک نہیں سنا کہ کوئی عربی خوشدلی سے تیل کے کنویں سے دستبردار ہوا۔ پس امریکہ ہی وہ واحد قوت ہے جو یہ قدم اٹھانے پر قادر ہے اور صاحب مضمون اس علاقے کے مسلمانوں کے استخفاف وذلت کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اگر ہم سعودی عرب پر غلبہ حاصل کر کے اور اس کے ہر باشندے کو چالیس ایکڑ زمین ریت بمع اونٹ اور دو ہزار ڈالر سالانہ دیں یعنی کل ۱۶ ملین ڈالر سالانہ دیں تو وہ ہمیں پسند کریں گے۔

آگے لکھتا ہے کہ سعودیہ پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد فوراً" جنگی مجرموں کی عدالتیں قائم کر کے مجرموں کو وہاں کی معروف سزائیں دیں گے۔ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا' قاتل کو قتل کیا جائے گا اور بلاشک کوئی بھی شیخ ان سزاؤں سے نہیں بچے گا اور ان کے ساتھ سعودی تیل کی کمپنیوں کے ان ڈائریکٹروں کو بھی سزائیں دی جائیں گی جو ان کی امداد کر رہے تھے۔

پھر آگے مسلمانوں کے بارے میں ان جرائم کے ارتکاب کرنے کی وجہ وعلت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہماری اقتصادی حالت ہماری بیرونی سیاست و مستقبل جدہ کے مرہون منت ہے نہ کہ واشنگٹن کے ساتھ لیکن سعودیہ پر غلبے کا حصول ساری صورتحال کو بدل دے گا۔ اور پھر آخر میں ہمیں یہ موقع ملے گا کہ ہم اپنے پختہ مقاصد واہداف کے ساتھ جنگ کریں گے۔

سنڈے ٹائمز نے ۹۵/۲/۹ میں لکھا ہے کہ امریکہ کی قومی سلامتی کونسل نے اس تفصیلی بحث کو مکمل کیا جو کہ انتہائی خفیہ پلان کے بارے میں تھی جو امریکی وزارت دفاع نے مشرق وسطیٰ میں دوسری جنگ کی ابتداء کے وقت سعودی تیل کے کنوؤں پر حملہ کرنے کے لیے تیار کی تھی۔

صحیفہ نے لکھا ہے کہ یہ پلان جس کا نام شفرۃ الظہران ہے جس کو پینٹاگون نے وضع کیا ہے' امریکی حملے کے لیے تیل کے کنووں پر حملے کی قیادت بری فوج کا ڈویژن کرے گا جس کو ایئر فورس لے کر جائے گی اور ان کے ساتھ شریک حملہ ہوگی جس میں اسرائیل کا فوجی اڈا مسریم استعمال کیا جائے اور اس طرح بری فوج ظہران کے تیل کے کنووں پر قبضہ حاصل کرلے گی جہاں سے امریکی عوام کو نکالنے کی کوشش کی گئی تھی۔

اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ایک لاکھ فوجی مرد وعورت اس وقت علاقے میں موجود ہیں۔

ازہر کے علماء کا فتویٰ ہے جو کہ ۱۹۵۶ء میں جاری ہوا ہے' اس میں لکھا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ صلح کرنا شرعاً" جائز نہیں کیونکہ اس میں غاصب کو مظلوم پر دوام دینا ہے اور اس کے غاصبانہ قبضے کا اعتراف کرنا ہے۔ پس مسلمانوں کے لیے ان یہود سے صلح کرنا جائز نہیں جنہوں نے فلسطین کی سرزمین کو غصب کیا ہے اور وہاں کی آبادی اور ان کے اموال پر مظالم ڈھائے ہیں۔ بلکہ تمام مسلمانوں کو' چاہے وہ کسی رنگ' نسل وزبان سے تعلق رکھتے ہیں' سب پر فلسطین کو دوبارہ اہل فلسطین کے لیے حاصل کرنا واجب ہے اور جس نے اس فریضے میں تقصیر کی' کوتاہی برتی یا مسلمانوں کو جہاد سے ورغلایا یا مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے کی کوشش کی اور سامراج کو مسلمانوں اور عرب کے خلاف اپنے پلان پر عملدرآمد کرنے میں مدد کی تو وہ شخص مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہے اور بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہے۔ (ماخوذ از موسوعہ الذخائر العظام' شیخ شہید عبد اللہ عزام' ص ۸۵۶' ۸۵۸)

اگر فلسطین کے بعض لوگ پورے فلسطین یا اس کے بعض حصے سے دستبردار ہو بھی جائیں تب بھی فلسطین کا جہاد ساقط نہیں ہوتا جیسے کہ امریکی قوتوں کے خلاف جہاد ساقط نہیں ہوتا جبکہ وہ مسلمانوں کی زمین پر حملہ کریں اگرچہ بعض مسلمان حکمران اس سرزمین سے دستبردار ہی کیوں نہ ہو جائیں جیسے کہ ہمارے لیے کسی حکمران کے نماز وروزہ چھوڑنے کے حکم کو ماننا جائز نہیں ہے' اسی طرح جہاد کو ترک کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ سب فرض عین ہیں' ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ مختصر یہ کہ اللہ کے رسولؐ کا فرمان ہے کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہیں رہ سکتے لہٰذا یہود ونصاریٰ کو سعودی عرب سے فلسطین تک نکالنا ہر مسلمان کا شرعی فرض ہے اور اس مقصد کے لیے ہمیں تیاری کرنی چاہیے۔

(مطبوعہ روزنامہ اوصاف' ۱۸ مئی ۱۹۹۸ء)